THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

**Vol.4, No.1, 2026**

# تحکیمِ حدیث میں امام ترمذی کے منہج واسلوب کا تحقیقی مطالعہ

# *A Research Study of Imām Tirmidhī's Methodology and Style in the Authentication and Classification of Ḥadīth*

***1 .Muhammad Tahir Hussain***
*PhD Scholar, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.*
*Email: hafiz.tahir.madina@gmail.com*
***2 .Dr. Shafqat Ur Rahman Mughal***
*Lecturer, Department of Translation Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.*
*Email: shafqat@iub.edu.pk*

***Abstract***

This study presents a critical examination of Imām Abū ʿĪsā al-Tirmidhī's (d. 279 AH) distinctive methodology and style in the authentication and classification of ḥadīth. As the compiler of *Jāmiʿ al-Tirmidhī*, one of the six canonical ḥadīth collections, Imām Tirmidhī occupies a unique position in Islamic hadith scholarship. Unlike his predecessors, who often left their verdicts scattered across oral sessions and various writings, Imām Tirmidhī systematically recorded explicit rulings (*ḥukm*) on narrations, identifying their grades and exposing hidden defects (*ʿilal*) in both chain (*sanad*) and text (*matn*). This research analyzes his foundational contributions, including the formal definition of *ḥadīth ḥasan*, his four-tier classification of narrators, and his mastery of the science of *ʿilal al-ḥadīth*. It further explores his varied stylistic approaches: explicit rulings, ambiguous verdicts, departures from his usual methodology, rhetorical variation in terminology, and deliberate silence. A significant focus is his unique phrase *"ʿalayhi al-ʿamal ʿinda ahl al-ʿilm"* ("practice upon it according to the people of knowledge"), which bridges chain-based criticism and juristic consensus. The study concludes that *Jāmiʿ al-Tirmidhī* is not merely a compilation of narrations but a complete practical model of ḥadīth authentication, integrating *riwāyah* (transmission) with *dirāyah* (understanding) and ḥadīth with *fiqh*. Imām Tirmidhī's methodology profoundly influenced subsequent ḥadīth scholars and jurists, establishing a foundational framework for evaluating and applying Prophetic traditions.

***Keywords:*** Tirmidhī, Ḥadīth Authentication, ʿIlal al-Ḥadīth, Ḥadīth Ḥasan, Narrator Classification, Jāmiʿ al-Tirmidhī, Islamic Jurisprudence

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دینِ اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے۔ اس کی حفاظت اور صحت وضعف کی جانچ کے لیے محدثین کرام نے ایک مکمل علم قائم کیا، جسے علمِ اصولِ حدیث یا علمِ مصطلح حدیث کہا جاتا ہے۔ اس علم کا ایک اہم ترین شعبہ تحکیمِ حدیث ہے، یعنی کسی روایت پر حکم لگانا، اس کی سند اور متن کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کرنا کہ وہ صحیح، حسن یا ضعیف ہے۔ تحکیمِ حدیث دراصل سند اور فقہ کے سنگم پر کھڑا ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے یہ طے ہوتا ہے کہ کون سی روایت قابلِ حجت ہے اور کون سی نہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (209–279ھ) کا شمار ان جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے جنہوں نے تحکیمِ حدیث کو ایک منفرد انداز میں اپنایا۔ ان کی مشہور کتاب جامع ترمذی جسے سنن ترمذی بھی کہا جاتا ہے کتب ستہ میں شامل ہے اور اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ امام صاحب نے

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اکثر روایات پر واضح حکم لگایا، اس کے درجے کو بیان کیا اور سند و متن کے خفیہ نقائص علل کی نشاندہی کی۔ انہوں نے حدیثِ حسن کی باقاعدہ تعریف فراہم کی اور راویوں کی درجہ بندی کا ایک تفصیلی نظام پیش کیا، جو آج تک اہل علم کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

امام ترمذی خود اپنی کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

**«صنفت هذا الكتاب يعني المسند الصحيح فعرضته على علماء الحجاز فرضوا به وعرضته على علماء العراق فرضوا به وعرضته على علماء خراسان فرضوا به.»**[1]

میں نے اس کتاب (المسند الصحیح) کو تصنیف کیا اور اسے حجاز، عراق اور خراسان کے علماء پر پیش کیا، تو وہ اس سے راضی ہوئے۔

اسی طرح انہوں نے حدیثِ حسن کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی:

**«كل حَدِيث يرْوى لَا يكون فِي إِسْنَاده من يتهم بِالْكَذِبِ وَلَا يكون الحَدِيث شاذا ويروى من غير وَجه نَحْو ذَاك فَهُوَ عندنَا حَدِيث حسن .»**[2]

ہر وہ حدیث جس کی سند میں متہم بالکذب راوی نہ ہوں، وہ شاذ نہ ہو، اور کئی سندوں سے مروی ہو تو وہ ہمارے نزدیک حدیثِ حسن ہے۔

یہی وہ بنیادیں ہیں جن پر امام ترمذی رحمہ اللہ کا منہجِ تحکیم استوار ہے۔ زیرِ نظر بحث کا مقصد اسی منہج اور اسلوب کا تحقیقی مطالعہ پیش کرنا ہے۔ اس میں امام ترمذی کے حالاتِ زندگی اور جامع ترمذی کے مختصر تعارف کے بعد، تحکیمِ حدیث کا مفہوم و پس منظر، ان کے منہج کی بنیادیں، اور ان کے اسلوبِ تحکیم کے مختلف پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ اس بحث میں بنیادی طور پر جامع ترمذی، العلل الصغیر اور دیگر مستند مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

## امام ترمذی اور جامع ترمذی کا اجمالی تعارف

### امام ترمذی کے حالاتِ زندگی

امام ترمذی کا پورا نام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک السلمی الترمذی ہے[3]۔ آپ کی کنیت "ابو عیسیٰ" ہے اور نسبت "ترمذی" آپ کے آبائی شہر ترمذ کی طرف ہے، جو خراسان کا ایک مشہور شہر تھا اور دریائے جیحون کے مشرقی کنارے پر آباد تھا جو موجودہ ازبکستان کی سرحد پر واقع ہے۔

---

[1] ابن نقطة، محمد بن عبد الغني بن أبي بكر بن شجاع الحنبلي البغدادي، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد، دار الكتب العلمية، المحقق: كمال يوسف الحوت، الطبعة: الطبعة الأولى1988م، ص،98-97-

[2] ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاك، العلل الصغير، بيروت : دار إحياء التراث العربي ،المحقق: أحمد محمد شاكر وآخرون، س ن،1/758-

[3] المزی، جمال الدين أبو الحجاج يوسف، تهذيب الكمال فی أسماء الرجال (بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 1400ھ)، 250/26-

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

آپ کی ولادت کے سلسلے میں مؤرخین کے متعدد اقوال ہیں۔ حافظ ابن الاثیر نے 209ھ کا سال ذکر کیا ہے[4]۔ اور یہی راجح ہے۔ آپ کی بینائی کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ پیدائشی نابینا تھے، لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے آخر عمر میں بینائی سے محرومی کا سامنا کیا، اور یہ محرومی طلبِ علم کے سفر اور کتابتِ حدیث کے بعد پیش آئی۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

**«والذي يظهر من حال الترمذي أنه إنما طرأ عليه العَمَى بعد أن رَحَلَ وسمع وكَتَبَ وَذَاكَرَ وَنَاظَرَ وَصَنَّفَ.»**[5]

امام ترمذی کے حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں نابینا پن اس وقت لاحق ہوا جب انہوں نے سفر کیا، حدیثیں سنیں، لکھیں، مذاکرے کیے، مناظرے کیے اور تصنیف کی۔

## علمی زندگی، اساتذہ اور تلامذہ

امام ترمذی نے ابتدا ہی سے علم حدیث کی طرف توجہ دی اور اس کے حصول کے لیے حجاز، عراق، خراسان اور دیگر کئی علاقوں کا سفر کیا[6]۔ آپ کے اساتذہ میں وہ جلیل القدر محدثین شامل ہیں جن کا شمار اس دور کے ائمہ میں ہوتا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1- امام محمد بن اسماعیل البخاری متوفی 256ھ۔
2- ابوزرعہ عبداللہ بن عبدالکریم الرازی متوفی 264ھ
3- قتیبہ بن سعید متوفی 240ھ۔
4- ھناد بن السری متوفی 243ھ
5- محمد بن بشار متوفی 252ھ[7]

آپ امام بخاری کے خاص شاگرد تھے اور ان سے بہت زیادہ متاثر ہوئے، خاص طور پر فقہ الحدیث میں۔ امام ترمذی نے خود فرمایا کہ انہوں نے "الجامع" میں عللِ حدیث، نقدِ رجال اور تاریخِ رواۃ سے متعلق جو معلومات درج کی ہیں، وہ زیادہ تر امام بخاری، عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی اور ابو زرعہ رازی سے حاصل کی ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ استفادہ امام بخاری سے کیا۔[8]

آپ کے مشہور تلامذہ میں چند ایک یہ ہیں:

1۔ ابو بکر احمد بن اسماعیل السمرقندی متوفی 321ھ

2۔ ابوحامد المروزی متوفی 325ھ

---

[4] ابن الاثیر، أبو السعادات المبارک بن محمد الجزری، جامع الأصول فی أحادیث الرسول (بیروت: مکتبة دار البیان، الطبعة الأولی، 1979ھ)، 193/1-

[5] ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي ،البدایہ والنہایہ، بیروت: مکتبة المعارف ، س، ن، 11/67-

[6] الذهبی، شمس الدین أبو عبدالله محمد بن أحمد، سیر أعلام النبلاء (بیروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الثالثة، 1985م)، 271/13-

[7] خذیری، دکتور طاهر ازهر ،المدخل الی جامع الامام الترمذی،(الکویت:مکتبة الشؤون الفنیة،طبعة اولی2007م)،ص27-

[8] ابن رجب الحنبلی، شرح علل الترمذی (بیروت: دار الملاح، الطبعة الأولی، 1398ھ)، 3/1-

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

3۔ محمد بن المنذر الھروی متوفی 303ھ

4۔ محمد بن احمد محبوب متوفی 346ھ

5۔ ابو جعفر محمد بن سفیان متوفی 318ھ ۔[9] اور دیگر شامل ہیں۔

## آپ کی تصنیفات

امام ترمذی نے متعدد اہم کتب تصنیف فرمائیں، جن میں درج ذیل نمایاں ہیں:

1۔ جامع الترمذی المعروف بہ سنن الترمذی۔

2۔ العلل الصغیر[10] جو الجامع کے آخر میں مطبوع ہے۔

3۔ الشمائل المحمدیہ۔

4۔ الموقوف[11]۔

5۔ الزہد[12]۔

6۔ الأسماء والکنی[13]۔

## جامع ترمذی کا مقام و مرتبہ

جامع ترمذی آپ کی سب سے مشہور اور مقبول کتاب ہے، جو کتب ستہ میں شامل ہے اور اہل علم کے ہاں اس کا بلند مقام ہے۔ امام ترمذی نے اس کتاب کی تصنیف کے بعد اسے اپنے زمانے کے علماء پر پیش کیا، جنہوں نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا[14]۔ آپ خود فرماتے ہیں:

**«من كان هذا الكتاب يعني: الجامع في بيته، فكأنما في بيته نبي يتكلم۔»**[15]

جس گھر میں یہ کتاب یعنی الجامع ہو، گویا اس گھر میں نبی کلام فرما رہے ہیں۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ امام ترمذی نے اکثر احادیث پر حکم لگایا، اس کے درجے کو بیان کیا، اور سند و متن کے خفیہ نقائص یعنی علل کی نشاندہی کی۔ نیز آپ نے احکامِ فقہی، اقوالِ اہل علم اور شواہدِ حدیث کو بھی شامل کیا، جس سے یہ کتاب حدیث اور فقہ کا ایک جامع مجموعہ بن گئی۔

حافظ ابن الاثیر نے جامع ترمذی کی تعریف ان الفاظ میں کی:

---

[9] المزی، تهذيب الكمال فی اسماء الرجال ،تحقيق دكتور بشار عواد معروف ،طبعه اولیٰ،1980م)،26/251۔

[10] حمش، دكتور عداب محمود،الامام الترمذی و منهجه في كتابه الجامع،(عمان: دار الفتح للدراسات والنشر،طبعہ اولی،2003م)،ص 130۔

[11] حمش، الامام الترمذی و منهجه في كتابه الجامع ،ص 141۔

[12] خذيری، دكتور طاهر ازهر ،المدخل الی جامع الامام الترمذی،(الكويت:مكتبة الشؤون الفنية،طبعة اولیٰ2007م)،ص39۔

[13] حمش، الامام الترمذی و منهجه في كتابه الجامع،ص 125۔

[14] ابن نقطة،التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد،ص،98-97۔

[15] ایضاً

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

**«وهذا كتابه «الصحيح» أحسن الكتب وأكثرها فائدة ، وأحسنها ترتيبًا ، وأقلها تكرارًا ، وفيه ما ليس في غيره : من ذكر المذاهب ، ووجوه الاستدلال ، وتبيين أنواع الحديث من الصحيح ، والحسن ، والغريب ، وفيه جرح وتعديل .»**[16]

ان کی کتاب "الصحیح" (جامع ترمذی) بہترین کتابوں میں سے ہے، سب سے زیادہ فائدہ مند، بہترین ترتیب والی اور کم ترین تکرار والی ہے۔ اس میں وہ کچھ ہے جو دوسری کتابوں میں نہیں: ذکرِ مذاہب، طرزِ استدلال، اور صحیح، حسن اور غریب اقسامِ حدیث کی وضاحت، نیز جرح وتعدیل۔

اس طرح جامع ترمذی نہ صرف حدیث کا ذخیرہ ہے، بلکہ تحکیمِ حدیث کا ایک مکمل نمونہ بھی ہے، جس میں امام ترمذی نے اپنے منہجِ تحکیم کو عملی طور پر پیش کیا۔

تحکیمِ حدیث کا مفہوم وپس منظر

تحکیمِ حدیث کا لغوی واصطلاحی مفہوم

لفظ "تحکیم" عربی زبان کے مادہ "ح ک م" سے ماخوذ ہے، جس کا لغوی معنی ہے فیصلہ کرنا، حکم لگانا [17]، یا کسی چیز کو کسی کے سپرد کرنا۔ اصطلاحِ حدیث میں "تحکیمِ حدیث" سے مراد یہ ہے کہ کسی روایت کی سند اور متن کا مکمل جائزہ لے کر اس پر شرعی حکم لگایا جائے، یعنی یہ طے کیا جائے کہ وہ روایت صحیح، حسن، ضعیف یا موضوع ہے، اور آیا وہ قابلِ حجت ہے یا نہیں۔

امام ابن جماعہ نے علمِ مصطلح الحدیث کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:

**«عِلْمُ الْحَدِيثِ: عِلْمٌ بِقَوَانِينَ يُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ السَّنَدِ وَالْمَتْنِ.»**[18]

وہ علم جو ان قوانین پر مشتمل ہے جن کے ذریعے سند اور متن کے احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے علمِ حدیث کی بہترین تعریف ان الفاظ میں بیان کی:

**«معرفة القواعد التي يتوصل بها إلى معرفة حال الراوي والمروي.»**[19]

ان قواعد کی معرفت جن کے ذریعے راوی اور مروی کے حال تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔

---

[16] ابن الاثیر، مجد الدین أبو السعادات المبارك بن محمد الجزري ،جامع الاصول، بیروت: مکتبة دار البیان، طبعہ اولیٰ، عبد القادر الأرنؤوط ، 1969ھ، 1/193.

[17] ابن عابدین، محمد أمین بن عمر الشهیر ب، حاشیة رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار ، (مصر: شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی الحلبي ، الطبعة الثانیة، 1966م)، مادة "حکم"، 5/428.

[18] السیوطي، عبد الرحمن بن أبي بکر، جلال الدین ،تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي. دار طیبة، س ن ،حققه: أبو قتیبة نظر محمد الفاریابي،1/26.

[19] العسقلانی، احمد بن علی بن حجر،النکت علی کتاب ابن الصلاح، مدینہ منورہ: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامیة، طبعہ اولیٰ، 1984م، 1/225.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

تحکیمِ حدیث دراصل اسی علم کا عملی پہلو ہے، جہاں محدث ان قواعد کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر روایت پر حکم لگاتا ہے۔

**امام ترمذی سے پہلے تحکیمِ حدیث کا ارتقاء**

حدیث کی حفاظت اور اس کی صحت وضعف کی جانچ کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور ہی سے شروع ہو گیا تھا، لیکن باقاعدہ طور پر یہ علم تابعین کے دور میں پروان چڑھا۔ ابتدائی محدثین جیسے شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمن بن مہدی، وکیع بن جراح، احمد بن حنبل، علی بن المدینی اور یحییٰ بن معین نے اس میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ انہوں نے راویوں کی جانچ، سندوں کی تحقیق اور متن کی پرکھ کے اصول وضع کیے۔

تاہم، ان محدثین کا منہج زیادہ تر زبانی اور متناثر تھا۔ وہ اپنی مجالس میں احادیث پر حکم لگاتے، لیکن ان کے اقوال متعدد کتابوں میں بکھرے ہوئے تھے۔ کوئی ایسی مستند کتاب موجود نہ تھی جس میں ہر حدیث پر واضح حکم لکھا گیا ہو اور اس کی وجوہات بیان کی گئی ہوں۔

**تحکیمِ حدیث میں امام ترمذی کا منفرد مقام**

امام ترمذی وہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے تحکیمِ حدیث کو ایک باقاعدہ اور منظم شکل میں پیش کیا۔ ان کی کتاب "جامع ترمذی" اس حوالے سے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ انہوں نے نہ صرف احادیث پر حکم لگایا، بلکہ اس حکم کی وجوہات بھی بیان کیں، اور سند و متن کے خفیہ نقائص (علل) کی نشاندہی کی۔

امام ترمذی نے خود اس منہج کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

> **«إِنَّمَا حملنَا علي مَا بَينا فِي هَذَا الْكتاب من قَول الْفُقَهَاء وَعلل الحَدِيث لأَنا سئلنا عَن هَذَا فَلم نفعله زَمَانا ثمَّ فَعَلْنَاهُ لما رجونا فِيهِ من مَنْفَعَة النَّاس»**[20]

> ہم اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اس کتاب میں فقہاء کے اقوال اور احادیث کے علل (پوشیدہ عیوب) بیان کریں، صرف اس لیے کہ ہم سے اس بارے میں پوچھا گیا تھا۔ چنانچہ ایک عرصے تک ہم نے ایسا نہیں کیا، پھر ہم نے یہ کام اس لیے کیا کہ ہمیں اس میں لوگوں کے فائدے کی امید تھی۔

اسی طرح انہوں نے اپنے "العلل الصغیر" میں تحکیم کے اصولوں کو تفصیل سے بیان کیا، جسے وہ جامع ترمذی کے آخر میں خود شامل کیا۔ یہ کتاب دراصل ان کے منہجِ تحکیم کا نظریاتی فریم ورک ہے، جسے سمجھے بغیر جامع ترمذی کے احکام کو صحیح طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔

امام ترمذی کے منہجِ تحکیم کی بنیادیں

1۔ تعریف: حدیث حسن

[20] الترمذي، العلل الصغير، 1/738.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

امام ترمذی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے حدیثِ حسن کی باقاعدہ تعریف فراہم کی۔ ان سے پہلے محدثین کے ہاں حدیث کی صرف دو بنیادی اقسام تھیں: صحیح اور ضعیف۔ امام ترمذی نے ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا درجہ متعارف کرایا، جسے "حسن" کا نام دیا۔ یہ درجہ ان روایات کے لیے مخصوص تھا جو سندی طور پر صحیح کے درجے تک نہ پہنچتیں، مگر ضعیف بھی نہ تھیں، اور قابلِ عمل تھیں۔

امام ترمذی نے حدیثِ حسن کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی:

**«كل حديث يروى لا يكون في إسناده من يتهم بالكذب، ولا يكون حديثا شاذا، ويروى من غير وجه نحو ذلك، فهو عندنا حديث حسن.»**[21]

ہر وہ حدیث جس کی سند میں جھوٹ کا الزام لگے ہوئے راوی نہ ہوں، جو شاذ نہ ہو، اور جو کئی سندوں سے مروی ہو، وہ ہمارے نزدیک حدیثِ حسن ہے۔

اس تعریف سے تین بنیادی شرائط واضح ہوتی ہیں:

1. سند میں متہم بالکذب راوی نہ ہو۔
2. روایت شاذ نہ ہو۔
3. روایت کئی سندوں سے مروی ہو۔

یہ تعریف اس لحاظ سے انقلابی تھی کہ اس نے صحیح اور ضعیف کے درمیان ایک عملی درجہ قائم کیا، جس پر فقہی احکام کی بنیاد رکھی جا سکتی تھی۔

## 2۔ العلل الصغیر میں راویوں کی درجہ بندی

امام ترمذی نے درج ذیل چار قسم کے راویوں سے احادیث نقل کی ہیں:

پہلی قسم: ایسا راوی جو ثقہ اور ضابط ہو۔

دوسری قسم: ایسا راوی جو قلیل الوھم ہو۔

تیسری قسم: ایسا راوی جو کثیر الوھم ہو۔

چوتھی قسم: ایسا راوی جس پر وھم کا غلبہ ہو۔

جیسا کہ امام ابن رجب حنبلی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

**«والترمذي ـ رحمه الله ـ يخرج حديث الثقة الضابط، ومن يهم قليلاً، ومن يهم كثيراً، ومن يغلب عليه الوهم، يخرج حديثه نادراً، ويبين ذلك، ولا يسكت عنه.»**[22]

---

[21] ترمذی، العلل الصغیر، 1/758۔

[22] ابن رجب، زين الدين عبد الرحمن بن أحمد الحنبلي، شرح علل الترمذي، الأردن: مكتبة المنار – الزرقاء، المحقق: الدكتور همام عبد الرحيم سعيد، الطبعة: الأولى، 1987م، 2/612۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اور امام ترمذی رحمہ اللہ ثقہ اور ضابط راوی کی حدیث بھی بیان کرتے ہیں، اور اُس راوی کی بھی جو تھوڑا سا وہم کرتا ہو، اور اُس کی بھی جو بہت زیادہ وہم کرتا ہو، اور اُس کی بھی جس پر وہم غالب ہو مگر ایسے راوی کی وضاحت کے ساتھ حدیث بہت کم بیان کرتے ہیں اور اس پر خاموش نہیں رہتے۔

یہ درجہ بندی امام ترمذی کے تحکیم کے عمل کی ریڑھ کی ہڈی ہے، کیونکہ اسی کی بنیاد پر وہ ہر روایت پر حکم لگاتے تھے۔

علل ُ الحدیث میں مہارت

علل ُالحدیث علم کا سب سے مشکل اور نازک ترین شعبہ ہے۔ اس میں روایت کے اندر چھپے ہوئے نقائص جیسے وقف، ارسال، یا رفع میں تضاد) کی نشاندہی کی جاتی ہے، جو ظاہری طور پر نظر نہیں آتے۔ امام ترمذی اس علم میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، اور ان کی کتاب "العلل الصغیر" اس کا روشن ثبوت ہے۔

حافظ ابن رجب حنبلی نے امام ترمذی کے اس منہج کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

**«فإن كتاب العلل الصغير للترمذي جاء أتم وأكمل، وجاز لنا أن نعتبره أول مصنف في علوم الحديث، وموضوعاته أشمل وأدق من موضوعات «المحدث الفاصل» للرامهرمزي الذي قيل فيه: أنه أول مصنف في علوم الحديث.»** [23]

چنانچہ امام ترمذی کی کتاب « العلل الصغیر » زیادہ مکمل اور جامع ہے، اور ہمارے لیے یہ بات درست ہے کہ ہم اسے علومِ حدیث میں پہلی تصنیف قرار دیں۔ اس کے موضوعات رامہرمزی کی کتاب « المحدث الفاصل » کے موضوعات سے زیادہ جامع اور زیادہ دقیق ہیں، جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ علومِ حدیث میں پہلی تصنیف ہے۔

انہوں نے علل کی نشاندہی کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال کیں، جیسا کہ "في إسناده مقال"، "ليس إسناده بالقوي"، "لا يصح إسناده"، "لا بأس به" اور "و هو و هم" وغیرہ۔ یہ اصطلاحات ان کے گہرے علمی بصیرت اور علل حدیث میں ان کی مہارت کی غماز ہیں۔

## 3۔ جامع ترمذی میں مستعمل مصطلحات: صحیح، حسن صحیح، حسن غریب وغیرہ

امام ترمذی نے اپنی کتاب میں احادیث پر حکم لگانے کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال کیں ان میں سے بعض اصطلاحات درج ذیل ہیں:

1. صحیح:

وہ حدیث جس کی سند متصل ہو، راوی ثقہ وضابط ہوں، اور کوئی شذوذ یا علت نہ ہو۔ مثلا:

[23] ابن رجب، شرح علل الترمذي، 1/41.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

**«عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ .»**[24]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جب سورج ڈھل گیا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

2. حسن:

وہ حدیث جس کی سند میں متہم بالکذب راوی نہ ہو، شاذ نہ ہو، اور کئی سندوں سے مروی ہو۔ مثلا :

**«عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، بَدَأَ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهِ، ثُمَّ بِمُقَدَّمِهِ، وَبِأُذُنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا، ظُهُورِهِمَا وَبُطُونِهِمَا». هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.»**[25]

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کا مسح دو بار کیا، پہلے سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا، پھر سامنے کے حصے سے، اور دونوں کانوں کا مسح کیا، ان کے پیچھے اور اندرونی حصوں کا۔ یہ حسن حدیث ہے۔

3. حسن صحیح:

یہ امام ترمذی کی منفرد اصطلاح ہے، جس سے مراد وہ حدیث ہے جو حسن کے درجے سے بلند ہو مگر صحیح کے اعلیٰ درجے تک نہ پہنچی ہو۔ مثلا:

**«عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلَاةُ الوُسْطَى صَلَاةُ العَصْرِ»، «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.»**[26]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نمازِ وسطیٰ عصر کی نماز ہے۔" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

4. غریب:

وہ حدیث جس کی سند میں کسی طبقے میں تنہا راوی ہو۔ مثلا:

**«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " جَاءَنِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ ". هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.»**[27]

---

[24] ترمذی، محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاك، جامع الترمذی، (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي،تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكرومحمد فؤاد عبد الباقي،الطبعة: الثانية، 1975 م) ،ابواب الصلاة، بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعْجِيلِ بِالظُّهْرِ،حدیث نمبر156-

[25] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الصلاة، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِمُؤَخَّرِ الرَّأْسِ، حدیث نمبر 33.

[26] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الصلاة، بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَى أَنَّهَا الْعَصْرُ، حدیث نمبر 181-

[27] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الصلاة، بَابٌ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوءِ، حدیث نمبر50.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا:اے محمد!جب آپ وضو کریں تو(پانی) چھڑک لیا کریں۔" یہ حدیث غریب ہے۔

5.ضعیف:

وہ حدیث جس میں صحت کی شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے۔مثلا:

**« عَنْ سَخْبَرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ طَلَبَ العِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى»: " هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفُ الإِسْنَادِ.»**[28]

سیدناسَخْبَرَہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جو شخص علم حاصل کرے تو وہ(علم)اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔" یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے۔

امام ترمذی نے ان اصطلاحات کو بڑی مہارت سے استعمال کیا اور کبھی اظہارِ تفنن کے لیے ایک ہی معنی کے لیے مختلف الفاظ اختیار کیے۔مثلاً کبھی "حسن صحیح" کہا، کبھی "صحیح حسن"، کبھی "حسن غریب" اور کبھی "غریب حسن" وغیرہ۔ان تمام اصطلاحات کا مفہوم ایک ہی ہوتا تھا، مگر الفاظ کا تنوع امام ترمذی کے اسلوب کی خصوصیت تھا۔

**امام ترمذی کا اسلوبِ تحکیمِ حدیث**

امام ترمذی کا اسلوبِ تحکیمِ حدیث انتہائی متنوع اور علمی ہے۔وہ نہ صرف روایت پر حکم لگاتے ہیں، بلکہ اس حکم کی نوعیت، وجوہات اور اسلوب میں بھی گہری بصیرت رکھتے ہیں۔ان کے اسلوب کو مجموعی طور پر پانچ اہم پہلوؤں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

**1.واضح حکم لگانا**

امام ترمذی اکثر روایات پر مکمل اور واضح حکم لگاتے ہیں، جس میں وہ حدیث کے صحیح، حسن یا ضعیف ہونے کو صراحتاً بیان کر دیتے ہیں۔ مثلاً:''هذا حديث حسن صحيح'' [29]۔یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اسی طرح کبھی فرماتے ہیں: [30]۔''هذا حديث حسن''یہ حدیث حسن ہے۔ اور کبھی:''هذا حديث ضعيف '' [31]۔یہ حدیث ضعیف ہے ۔

یہ مکمل حکم امام ترمذی کے منہج کا بنیادی ستون ہے، جس سے قاری کو فوراً روایت کا درجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

---

[28] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب العلم، بَابُ فَضْلِ طَلَبِ العِلْمِ، حدیث نمبر 2648.
[29] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْوُسْطَى أَنَّهَا العَصْرُ، حدیث نمبر 181.
[30] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّهُ يَبْدَأُ بِمُؤَخَّرِ الرَّأْسِ، حدیث نمبر 33.
[31] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب العلم، بَابُ فَضْلِ طَلَبِ العِلْمِ، حدیث نمبر 2648.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

### 2. غیر واضح حکم لگانا

بعض اوقات امام ترمذی مکمل حکم کی بجائے غیر واضح حکم لگاتے ہیں، یعنی وہ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کو واضح نہیں کرتے، بلکہ کوئی ایسا جملہ استعمال کرتے ہیں جو مبہم ہوتا ہے۔ مثلاً: ''هذا أحسن شيء في هذا الباب" ۔[32] یہ اس باب میں سب سے بہتر چیز ہے۔ یا: ''لا نعرفه إلا من هذا الوجه'' ۔[33] ہم اسے صرف اسی طریق سے جانتے ہیں۔

ایسے اقوال سے امام ترمذی کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس باب میں جو روایات ہیں، ان میں یہ سب سے بہتر ہے، یا یہ روایت صرف اسی سند سے مروی ہے، لیکن وہ اس پر قطعی حکم نہیں لگاتے۔

### 3۔ اصل منہج سے ہٹ کر حکم لگانا

امام ترمذی کا ایک خاص اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ بعض اوقات اپنے اصل اور غالب منہج سے ہٹ کر حکم لگا دیتے ہیں۔ یعنی ایک ہی سلسلہ سند پر کبھی "حسن" کا حکم لگاتے ہیں اور کبھی "صحیح" کا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر روایت کو اس کے سیاق و سباق، متن اور شواہد کے مطابق پرکھتے ہیں۔ مثلاً "عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده" کا سلسلہ سند عام طور پر امام ترمذی کے نزدیک "حسن" ہے، لیکن اسی سلسلے کی بعض روایات کو انہوں نے "صحیح" بھی کہا ہے: " هذا حديث حسن" ۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اسی سلسلے کی ایک دوسری روایت پر: ''هذا حديث صحيح'' ۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ جب اسی سلسلے سے کوئی ایسی روایت آتی ہے جس کا متن صحیح ہو یا اسے کوئی اور شاہد مل جائے، تو امام ترمذی اسے "صحیح" کہہ دیتے ہیں۔

### 4۔ اظہارِ تفنن کے لیے مختلف الفاظ کا استعمال

امام ترمذی کا ایک منفرد اسلوب یہ ہے کہ وہ ایک ہی معنی کے لیے مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں، جسے اظہارِ تفنن کہا جاتا ہے۔ مثلاً:- کبھی "حسن صحیح" کہتے ہی، کبھی "صحیح حسن"، کبھی "حسن غریب"، کبھی "غریب حسن"، کبھی "حسن صحیح غریب"۔

ان تمام اصطلاحات کا مفہوم ایک ہی ہوتا ہے، مگر الفاظ کا تنوع امام ترمذی کے اسلوب کی خصوصیت ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس فن میں کس قدر مہارت رکھتے تھے اور اصطلاحات کے استعمال پر کس قدر قدرت رکھتے تھے۔

---

[32] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الطہارۃ، بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، حدیث نمبر 8۔
[33] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرَسُّلِ فِي الأَذَانِ، حدیث نمبر 196۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

### 5۔ سکوت اختیار کرنا

بعض اوقات امام ترمذی کسی روایت پر کوئی حکم نہیں لگاتے اور خاموش ہو جاتے ہیں۔ مثلا:

**« عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ، وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوءُ .»**[34]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت کی چابی نماز ہے، اور نماز کی چابی وضو ہے۔"

امام ترمذی کا اسلوبِ تحکیمِ حدیث انتہائی جامع، متنوع اور علمی ہے۔ وہ نہ صرف ہر روایت پر حکم لگاتے ہیں، بلکہ اس حکم کی نوعیت، وجوہات اور اسلوب میں بھی گہری بصیرت رکھتے ہیں۔ ان کے اسلوب کی یہی خصوصیات انہیں دوسرے محدثین سے ممتاز کرتی ہیں اور ان کی کتاب "جامع ترمذی" کو تحکیمِ حدیث کا ایک مکمل نمونہ بناتی ہیں۔

### "عَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ" اصطلاح کی انفرادیت

امام ترمذی رحمہ اللہ کی "عَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ" ایک منفرد حدیثی و فقہی اصطلاح ہے جس کا امام صاحب نے جامع الترمذی میں بکثرت استعمال کیا ہے۔ اس اصطلاح کی انفرادیت یہ ہے کہ کسی حدیث کی سند کو ضعیف قرار دینے کے باوجود، اگر امت کے کسی علمی طبقے کا اس پر تعامل ثابت ہو تو اسے "عَلَيْهِ العَمَلُ" کہہ کر قابلِ قبول قرار دیتے ہیں۔ یہ رویہ محض سندی معیار پر انحصار کے بجائے عملی اجماع اور فقہی تسلسل کو بھی حدیث کی تقویت کا ذریعہ بناتا ہے۔ چنانچہ امام ترمذی کا یہ منہج حدیث اور فقہ کے باہمی ربط، اور سلف کی عملی روایت کی گہرائی کا مظہر ہے، جس نے اسلامی علوم میں "حدیث ضعیف وعلیہ العمل" کے مستقل باب کو جنم دیا۔

اس اصطلاح کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو اس کی دو بنیادی قسمیں سامنے آتی ہیں، جن کی تفریق امام ترمذی کے منہج کی نزاکت اور فقہی بصیرت کو واضح کرتی ہے:

### پہلی قسم:

[34] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ،بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مِفْتَاحَ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، حدیث نمبر 4.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

وہ مقامات جہاں امام ترمذی "عَلَيْهِ العَمَلُ" کہنے کے ساتھ ساتھ عمل کرنے والوں کا نام بھی لیتے ہیں۔ اس صورت میں امام صاحب صرف یہ نہیں فرماتے کہ اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے، بلکہ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ فلاں امام، فلاں فقیہ یا فلاں علمی طبقہ اس پر عمل کرتا ہے۔ مثلاً:

**«عَنْ أَنَسٍ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا حَضَرَ العَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالعَشَاءِ»، وَفِي البَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، وَأُمِّ سَلَمَةَ،: «حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ»، " وَعَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَابْنُ عُمَرَ، وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ يَقُولَانِ: يَبْدَأُ بِالعَشَاءِ وَإِنْ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ فِي الجَمَاعَةِ.»**[35]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب رات کا کھانا حاضر ہو اور نماز کی اقامت ہو رہی ہو، تو پہلے کھانا کھالو۔" اسی باب میں سیدہ عائشہ، سیدنا ابن عمر، سیدنا سلمہ بن اکوع اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور صحابہ کرام میں سے بعض اہلِ علم، جن میں سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم شامل ہیں جو اس پر عمل کرتے تھے۔ امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں، اور امام اسحاق کہتے ہیں کہ آدمی پہلے کھانا کھائے، اگرچہ اسے باجماعت نماز ہی کیوں نہ فوت ہو جائے۔

اس حدیث میں امام ترمذی نے وَعَلَيْهِ العَمَل کہ کر بقاعدہ نام لیے ہیں کہ فلاں فلاں کا اس پر تعامل ہے۔ یاد رہے کہ امام ترمذی ایسی قسم میں حدیث کی عملی حیثیت کو ثابت کرتے ہوئے ائمہ کرام کی موافقت کو بھی نمایاں کرتے ہیں، جس سے حدیث کی قوت مزید مستحکم ہو جاتی ہے۔

### دوسری قسم:

وہ مقامات جہاں امام ترمذی عمل کرنے والوں کا نام لیے بغیر محض "عَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ" فرما کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس صورت میں امام صاحب کسی خاص امام، فقیہ یا مکتبہ فکر کا تذکرہ نہیں کرتے، بلکہ "أَهْلُ العِلْمِ" کی عمومی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کہ اس حدیث پر اہلِ علم کا عمومی تعامل ہے۔ یہاں "أَهْلُ العِلْمِ" سے مراد جمہور فقہاء اور محدثین کا وہ طبقہ ہے جس کا عملی اجماع بذاتِ خود حدیث کی تقویت کا سبب بن جاتا ہے، اگرچہ اس کی سند میں کوئی کمزوری موجود ہو۔ اس انداز کا فائدہ یہ ہے کہ امام ترمذی حدیث کی عملی حیثیت کو ثابت تو کرتے ہیں مگر کسی خاص فقہی مکتبہ کی تخصیص کے بجائے امت کے اجتماعی علمی ورثے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مثلاً:

**«عَنْ العَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا سَجَدَ العَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ، وَكَفَّاهُ، وَرُكْبَتَاهُ،**

[35] ترمذی، جامع ترمذی، ابواب الصلاۃ، بَابُ مَا جَاءَ إِذَا حَضَرَ العَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالعَشَاءِ، حدیث نمبر 353۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

Vol.4, No.1, 2026

**وَقَدْمَاهُ، وَفِي البَابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي سَعِيدٍ، حَدِيثُ العَبَّاسِ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَعَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ»**[36]

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء بھی سجدہ کرتے ہیں: اس کا چہرہ، اس کی دونوں ہتھیلیاں، اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں قدم۔" اسی باب میں سیدنا ابن عباس، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا جابر اور سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل ہے۔

اس تقسیم سے واضح ہوتا ہے کہ امام ترمذی کی یہ اصطلاح محض ایک فنی تعبیر نہیں، بلکہ ایک مکمل فقہی منہج ہے جو سند اور متن، روایت اور درایت، اور حدیث اور فقہ کے درمیان ایک پل کا کام دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "عَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ" نہ صرف حدیث کی قبولیت کا معیار ہے بلکہ فقہی استدلال کی ایک مضبوط بنیاد بھی، جس نے اسلامی علوم میں ایک مستقل اور منفرد باب کی حیثیت اختیار کر لی۔

## نتائج و خلاصہ بحث

اس تحقیقی مطالعے سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

1۔ تحکیمِ حدیث میں امام ترمذی کا منفرد مقام: امام ترمذی وہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے تحکیمِ حدیث کو ایک باقاعدہ، منظم اور عملی شکل میں پیش کیا۔ ان سے پہلے محدثین کے اقوال مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے تھے، مگر امام ترمذی نے نہ صرف ہر روایت پر حکم لگایا بلکہ اس حکم کی وجوہات بھی بیان کیں۔

2۔ حدیثِ حسن کی تعریف: امام ترمذی نے حدیثِ حسن کی باقاعدہ تعریف فراہم کی، جس سے صحیح اور ضعیف کے درمیان ایک عملی درجہ قائم ہوا۔ یہ تعریف آج تک اہلِ علم کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور فقہی استدلال میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔

3۔ راویوں کی درجہ بندی: امام ترمذی نے راویوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا، جو ان کے منہجِ تحکیم کی بنیاد ہے۔ یہ تقسیم سند کی جانچ کا ایک منظم طریقہ فراہم کرتی ہے اور اسی کی بنیاد پر وہ روایات پر حکم لگاتے تھے۔

4۔ علمِ علل میں مہارت: امام ترمذی علمِ علل میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ وہ سند اور متن دونوں کے خفیہ نقائص کی نشاندہی کرتے تھے، اور اس کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال کرتے تھے۔ ان کی کتاب "العلل الصغیر" اس کا روشن ثبوت ہے۔

5۔ اسلوبِ تحکیم کا تنوع: امام ترمذی کا اسلوبِ تحکیم انتہائی متنوع ہے: واضح حکم لگانا، غیر واضح حکم لگانا، اصل منہج سے ہٹ کر حکم لگانا، اظہارِ تفنن کے لیے مختلف الفاظ استعمال کرنا، اور سکوت اختیار کرنا۔ یہ تنوع ان کی گہری علمی بصیرت اور عملی مہارت کا مظہر ہے۔

---

[36] ترمذی، جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ،حدیث نمبر 272۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4, No.1, 2026

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

6۔ منہج کی عملی نوعیت: امام ترمذی کا منہج صرف نظری نہیں بلکہ عملی ہے، کیونکہ وہ روایت کو اس کے سیاق وسباق، متن اور شواہد کے مطابق پرکھتے ہیں۔ اسی لیے وہ کبھی ایک ہی سلسلہ سند پر "حسن" اور کبھی "صحیح" کا حکم لگادیتے ہیں۔

7۔ جامع ترمذی: تحکیم حدیث کا مکمل نمونہ: جامع ترمذی دراصل تحکیم حدیث کا ایک مکمل نمونہ ہے، جس میں سند اور فقہ دونوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف حدیث کا ذخیرہ ہے بلکہ فقہی استدلال اور علل حدیث کا بھی خزانہ ہے۔

8۔ بعد میں آنے والے محدثین وفقہاء پر اثرات: امام ترمذی کا منہج بعد والے محدثین وفقہاء کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوا۔ ان کی کتاب آج بھی علم حدیث کے طلباء کے لیے ایک بنیادی ماخذ ہے، اور ان کے اسلوبِ تحکیم کو بعد کے علماء نے اپنایا اور اس پر مزید کام کیا۔

9۔ "عَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ" اصطلاح کی انفرادیت: امام ترمذی کی یہ ایک منفرد حدیثی و فقہی اصطلاح ہے، "عَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ" کی دو بنیادی قسمیں:

**پہلی قسم:** وہ مقامات جہاں امام ترمذی "عَلَيْهِ العَمَلُ" کے ساتھ ساتھ عمل کرنے والوں کا نام بھی ذکر کرتے ہیں، جس سے حدیث کی عملی حیثیت مزید مستحکم ہو جاتی ہے۔

**دوسری قسم:** وہ مقامات جہاں امام ترمذی بغیر نام لیے محض " عَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ " کی عمومی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، جو جمہور فقہاء اور محدثین کے عملی اجماع کی طرف اشارہ ہے۔ یہ تقسیم ثابت کرتی ہے کہ یہ اصطلاح محض ایک فنی تعبیر نہیں، بلکہ ایک مکمل فقہی منہج ہے جو سند اور متن، روایت اور درایت، حدیث اور فقہ کے درمیان ایک پل کا کام دیتی ہے۔

**خلاصہ بحث**

زیرِ نظر تحقیقی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ تحکیم حدیث میں امام ترمذی رحمہ اللہ کا مقام منفرد اور بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ ان سے قبل محدثین کے احکام مختلف مجالس اور کتب میں بکھرے ہوئے تھے، مگر امام ترمذی وہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے ہر روایت پر باقاعدہ اور منظم حکم لگایا، اس کے درجے کو بیان کیا اور سند و متن کے خفیہ نقائص (علل) کی نشاندہی کی۔ انہوں نے حدیثِ حسن کی باقاعدہ تعریف فراہم کرکے صحیح اور ضعیف کے درمیان ایک عملی درجہ قائم کیا، راویوں کی چار درجوں میں درجہ بندی کی، اور علم علل میں اپنی گہری مہارت کا مظاہرہ کیا۔ ان کا اسلوبِ تحکیم انتہائی متنوع ہے: کبھی واضح حکم، کبھی غیر واضح حکم، کبھی اصل منہج سے ہٹ کر حکم، کبھی اظہارِ تفنن کے لیے مختلف الفاظ، اور کبھی سکوت۔ نیز "عَلَيْهِ العَمَلُ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ" جیسی منفرد اصطلاح نے سند اور فقہ کے درمیان ایک پل کا کام دیا۔ نتیجہ یہ کہ جامع ترمذی محض حدیث کا ذخیرہ نہیں بلکہ تحکیم حدیث کا ایک مکمل، عملی اور جامع نمونہ ہے، جس نے بعد کے محدثین وفقہاء کے لیے مشعلِ راہ کا کردار ادا کیا۔